Tarjihaat جولائی۔اگست۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

ڈاکٹر عرفان شاہ

# اردو ادب کا گمشدہ سفر نامہ نگار

سن ۶۰ء کی دہائی میں ریڈر ڈائجسٹ میں دو سیاحوں کا ذکر چھپا کہ وہ صرف 10 اسٹرالنگ پونڈ میں پوری دنیا کی سیاحت پر نکل چکے ہیں انہیں دنوں شہر کراچی میں ایک نوجوان جو شکل وشباہت سے دیکھنے میں کسی خوبرو ہیرو سے کم نہیں تھا اتفاقاً گھومتے پھرتے صدر میں واقع ''کیفے جارج'' جا پہنچا اچانک اس کی نظر اپنی دائیں طرف کی میز پر بیٹھے ہوئے دو غیر ملکی افراد پر پڑی جو اپنی تراش خراش اور حلیے سے پیدل سفر کے مسافر لگ رہے تھے نوجوان کی حس متجسس پھڑکی فوراً اُٹھا اور ان غیر سیاحوں سے مخاطب ہوا کیا آپ وہ ہی سیاح ہیں جن کے بارے میں ریڈرز ڈائجسٹ میں یہ شائع ہوا ہے کہ صرف 10 اسٹرالنگ پونڈ میں آپ لوگ دنیا گھومنے نکلے ہیں دونوں سیاحوں نے غور سے نوجوان کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں پوشیدہ جوش کو پڑھتے ہوئے کہا...ہاں! اور یہ ناممکن نہیں اور اس وقت ہمارے پاس صرف ۶ پونڈ باقی ہیں نوجوان فوراً کرسی پر بیٹھ گیا اُردو اور انگریزی میں ملی جلی گفتگو اپنے نشیب وفراز طے کرتی رہی کیوں کہ نوجوان کو انگریزی پر دسترس نہ تھی اور سیاحوں کو اُردو پر، بہر حال دونوں فریق ایک دوسرے کو سمجھنے اور سمجھانے میں کامیاب رہے۔ سیاحوں سے ملاقات کے اختتام تک نوجوان مصمم ارادہ کر چکا تھا وہ بھی ایک مہم جو کے عالمی سطح پر پاکستان کے سبز ہلالی پرچم کو سربلند کرے گا۔ کیفے جارج سے نکل کر نوجوان نے گہری سانس لیتے ہوئے آسمان کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو تیری لا متناہی سرحدوں کی طرح میرے جذبے بھی بیکراں ہیں اور اس وقت دنیا دنگ رہ گئی کہ جب صرف ۷۰ روپے میں اس نوجوان نے ۴۷ ملکوں کی سیاحت کی۔ ۱۹۶۰ء کے اواخر میں کراچی کی بندرگاہ پر ''اباسین'' (یہ پاکستان کا پہلا کارگو بحری جہاز بھی تھا) لنگر انداز ہوا تو دمکتے چہرے والا سیّد وجاہت علی فاتحانہ انداز میں عرشے پر نمودار ہوا۔ ان کے چاہنے والوں کی بڑی تعداد والہانہ استقبال کے لئے دیدہ ودل فرش راہ کئے ہوئے تھی ظہور الحسن بھوپالی شہید آگے بڑھے اور شہریوں کی جانب سے ہار پہنا کر سیّد صاحب کو خوش آمدید کہا۔ سیّد وجاہت علی صرف سیاح ہی نہیں بلکہ ایک ایسے قلم کار تھے جنہوں نے اُردو سفر نامے کو نئی جہتیں دیں انہوں بیشتر ایسے سفر نامہ نگاروں کی حقیقت سے قاری کو روشناس کرایا جنہوں نے تخیل کے زور اور معلومات کی بنیاد پر سیاحت کئے بغیر ہی سفر نامے لکھ کر ادبی بد دیانتی کی۔

Tarjihaat جولائی۔اگست۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

سیّد صاحب وہ پہلے پاکستانی سیاح و قلم کار تھے جن کے ٹی وی/ریڈیو ایران پر انٹرویو نشر اور ٹیلی کاسٹ ہوئے اس وقت یہ دونوں ابلاغی ادارے اپنے ابتدائی مراحل میں تھے۔ ریڈیو پاکستان سے ایس ایم سلیم نے ان کے فن و شخصیت پر تفصیلی پروگرام کیا۔ سیّد صاحب پر طباعتی ذرائع ابلاغ میں پہلا اجمالی مضمون راقم الحروف نے ''ماہنامہ فرنٹ اسٹار کراچی'' کے شمارہ جون 1993ء میں شائع کیا۔ ان کے سفر ناموں کو بیرون ملک جرائد ''رائنشے پوسٹ'' جرمنی، ''تہران جنرل'' ایران اور ''جریدہ العرب'' عراق نے نمایاں طور شائع کیا۔ ان کا سفر نامہ ''میں نے لینین کا روس دیکھا'' کا تیرہ غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ ہوا اور اسے حکومتِ روس نے سرکاری طور پر شائع کیا۔

انہوں نے روس کے متعلق اس وقت غیر جانبدارانہ لکھا جب اس کا نام لینا بھی پاکستان میں کفر تھا۔ ملک میں یہ پہلی کتاب تھی جو روس کے حوالے سے شائع ہوئی۔ اس میں سیّد صاحب نے جس طرح تاریخ کے تغیر کو قاری کے سامنے پیش کیا اس نے یہ سچ ثابت کر دیا کہ اسلام ہی آفاقی دین ہے اور دیکھ لیجئے آج وسط ایشیائی آزاد ریاستوں میں زیادہ تر اسلامی ہیں۔ سیّد صاحب صرف واقعات کے راوی نہیں بلکہ مشاہدے اور تجزیے کی بنیاد پر خیال قرطاس ابیض پر بکھرتے ہیں۔ یہ بھی ہمارے ملک کا دہرا نظام ہے کہ ایک طرف سیّد وجاہت علی کو روس کی پچاس ویں سالگرہ میں شرکت سے روک دیا جاتا ہے اور دوسری جانب فیض احمد فیض کو لینین ایوارڈ ملنے پر معتبر جانا جاتا ہے۔ لیکن اصل ایوارڈ ایک تخلیق کار کے لئے عوامی پذیرائی ہے اور اس اعتبار سے سیّد صاحب شہنشاہ ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ ''بادشاہ گر'' تھے۔ آج ہمارے طباعتی و برقی ذرائع ابلاغ اور فنون لطیفہ کے کئی ممتاز ستارے ایسے ہیں جنھیں تراش کر ہیرا سیّد وجاہت علی نے بنایا۔ اب اگر یہ افراد اعلیٰ ظرفی کا دامن چھوڑتے ہوئے اپنے محسن کو فراموش کر دیں تو کیا کہا جا سکتا ہے لیکن گواہی کے لئے ابھی کچھ لوگ باقی ہیں۔ لیکن ''جان'' (سیّد صاحب اپنے خانوادے اور قریبی احباب میں اسی عرفیت سے معروف تھے) بڑے انسان تھے نیکی کر کے بھول جانا اور احسان کر کے نہ جتانا ان کی فطرت تھی۔

اُردو سفر ناموں میں سیّد صاحب کی جو اہمیت ہے وہ معاصرین کے اعتراف سے مستند ہو جاتی ہے اس سلسلے میں محسن بھوپالی لکھتے:-

> ''یہ دیکھ کر طمانیت محسوس ہوتی ہے کہ وجاہت علی نے سفر ناموں کے عالمی معیار کو برقرار رکھا ہے ان کی تحریر میں ایک تسلسل ہے روانی ہے۔ بہاؤ ہے ایک ایسے دریا کا بہاؤ جو اپنے کنارے خود کاٹتا ہے اور اپنی منزل کا تعین خود کرتا ہے۔ وجاہت اپنے سفر نامے میں زندگی کی گہما گہمی، رنگا رنگی سرمستی اور آسودگی کا ذکر بھی اس انداز سے کرتے ہیں کہ ان کی تہوں میں دبے ہوئے انسانی

Tarjihaat جولائی۔اگست۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

دکھوں، معاشرتی ناسوروں اور تاریخی المیوں کا تاثر تیز سے تیز تر ہو جاتا ہے اور پڑھنے والا اجنبی راستوں اور بھول بھلیوں سے گزر کر ایک ایسی شاہراہ پر آجاتا ہے جو عالمگیر انسانیت اور بھائی چارے کی شاہراہ ہے۔"[۱]

ملک کے منفرد ادیب، نقاد، صحافی اور شاعر احمد ندیم قاسمی کے نزدیک:-

"ایک سیاح کے قدم تو آگے بڑھتے رہتے ہیں اور آنکھیں دیکھتی بھی رہتی ہیں لیکن سیاح جب وجاہت علی ہوں تو قدموں اور آنکھوں کے ساتھ اس کا ذہین بھی سفر کرتا ہے ایک ایسا سفر جس کی منزل ایک قابل قدر کتاب بن جاتی ہے۔"[۲]

ممتاز کالم نگار، ناول نگار افسانہ نگار، صحافی وادیب ابراہیم جلیس نے سیّد وجاہت علی کے بارے میں لکھا:-

"سیّد وجاہت علی ایک زیادہ کامیاب قلم کار ہیں یا زیادہ بامراد مسافر یا پھر دونوں؟ اوّل تو دنیا کو دیکھنا اور سمجھنا ہی مشکل ہے چہ جائیکہ دنیا کو اس کی پوری رعنائیوں کے ساتھ بیان کرنا، لیکن سیّد وجاہت علی نے دونوں مشکلیں آسان کر دیں ہیں۔"[۳]

معروف ڈرامہ نگار اور کہانی نویس مرزا ادیب نے اعتراف کیا کہ:-

"سیّد وجاہت علی نے لمحوں سے سالوں کا رس نچوڑا ہے۔ وہ اتنی سی عمر میں اتنے خوبصورت افسانے لکھیں ہیں کہ اردو ادب کو ایک نیا سرمایہ میسر ہوا ہے۔"[۴]

ان صاحب الرائے ممتاز قلم کاروں اور ناقدین کے علاوہ مشفق خواجہ جیسے انتہائی کثیر المطالعہ وغیر جانبدار نقاد نے اپنے ایک غیر مطبوعہ مضمون "اُردو ادب کے دس سال" میں تفصیلی طور پر سیّد صاحب کے سفر ناموں کا اجمالی جائزہ پیش کیا ہے۔ گلوب کے گرد چکر لگاتے ہوئے جہاں سیّد صاحب نے کئی رنگ دیکھے وہاں ہی ان کے دل ناداں نے کئی چوٹیں بھی کھائیں لیکن گھائل صرف جرمن دوشیزہ اینڈریا نے کیا جس کے پیار میں سیّد صاحب نے چھ دفعہ جرمنی کا سفر کیا ان دونوں کی محبت سچے جذبوں سے عبارت تھی جس کی دلیل یہ ہے کہ آج بھی انیڈریا کے خاندانی پیانو پر، سیّد صاحب کی تصویر جرمن روایت کے مطابق موم بتیوں اور پھولوں کے درمیان سجی ہے سیّد صاحب کی سچائی یہ ہے کہ انہوں نے بھی بلا تردد اس کے پیار کا اعتراف اپنے دل کی دھڑکن قرار دیتے ہوئے کیا ہے۔ سیّد صاحب کے بڑے صاحبزادے اور صحافی سیّد کامران وجاہت نے اس ضمن میں بتایا کہ یہ دلچسپ واقعہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ صدر مملکت محمد ایوب خان جب پیرس گئے تو ہوٹل میں سیّد صاحب کی بھی ان سے ملاقات ہوئی اس موقع پر صدرِ پاکستان نے مسکراتے ہوئے کہا کہ:

Tarjihaat جولائی۔اگست۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

''تم وہ ہی اینڈریا والے علی ہو''

اس واقع کو جرمن اخبارات نے شہ سرخیوں سے شائع کیا یہ امر بھی اہم ہے کہ اس وقت جرمنی میں خال خال ہی کوئی پاکستانی نظر آتا تھا اگر اس موقع پہ یہ کہا جائے کہ ''جہاں بھی گئے داستان چھوڑ آئے'' تو سیّد صاحب کے لئے بر محل ہو گا۔اس وقت کے وزیر اعظم عراق کریم ابوالقاسم کی بھتیجی ''فوزیہ''، ترکی کے مشہور تاجر نصیر کمال کی بیٹی ''آشا''، آسٹریلیا میں ''مس جینٹ'' اور بینکاک میں ''تانیا'' وہ پری وش تھیں جنہوں نے سیّد صاحب کے سفرِ عشق دو آشتہ کیا لیکن ان تمام حوادث کے با وجود ''اینڈریا'' کی یاد تادم مرگ سیّد صاحب کے ساتھ رہی۔وطن کی بے پناہ محبت ''اینڈریا'' پر غالب آئی اور سیّد صاحب واپس لوٹ آئے۔

پاکستان آنے کے بعد ۱۹۶۷ء کی دہائی میں انہوں نے بحیثیت کالم نگار اپنی صحافتی زندگی کا آغاز اس وقت کے سب سے کثیر الاشاعت اخبار روزنامہ ''انجام'' کراچی میں ''سیرِ جہاں 70 روپے میں'' کے زیر عنوان لکھنا شروع کیا۔اس وقت اخبار کے مدیر مشہور ناول نگار شوکت صدیقی تھے۔دیکھتے ہی دیکھتے ان کا کالم زبان زد عام ہو گیا۔ایک ایسے وقت میں جب ہم عصروں میں قتیل شفائی، اطہر نفیس، ارشاد راؤ، احمد فراز، منہاج برنا، سردار علی صابری، محمودہ سلطانہ، ابن انشا، ابراہیم جلیس، پیر علی محمد راشدی، سیّد ہاشم رضا، مجیب الرحمن شامی، رئیس احمد جعفری، شاہد احمد دہلوی، رئیس امروہوی، انعام درانی، نصر اللہ خان اور محمود شام شامل ہوں اپنے لکھے کو منوانا ایک سچے تخلیق کار کا ہی کمال فن ہو سکتا ہے۔سیّد صاحب اس بات کا اعتراف بڑے احترام سے کرتے تھے کہ انہوں نے صحافت میں جو کچھ سیکھا وہ بانی روزنامہ ''جنگ'' میر خلیل الرحمن سے سیکھا۔

روزنامہ ''انجام'' کراچی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ روزناموں میں سب سے پہلے ہفتہ وار ''سفر نامہ'' اس ہی میں شائع ہوا جو سیّد صاحب نے لکھے۔روزنامہ ''انجام'' کراچی کے بعد ہفتہ روزہ ''اخبارِ جہاں'' میں محمود شام کی تجویز پر انہوں نے اپنے کالم کا عنوان ''سیرِ جہاں'' رکھا جب تک یہ کالم چھپا قارئین اس کے سحر میں گرفتار رہے۔اسی دوران میر خلیل الرحمن نے ''جنگ'' کوئٹہ کا آغاز کیا تو ان کی مردم شناس نظر نے سیّد صاحب کا انتخاب کیا اور انہیں ''جنگ'' کوئٹہ کی ذمہ داریاں تفویض کر دی گئیں۔انہوں نے صوبہ بلوچستان میں اُردو صحافت اور بالخصوص ''جنگ'' اخبار کی ترقی و ترویج کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ ایک الگ داستان ہے۔اسی دوران گورنر بلوچستان خان آف قلات احمد یار خان نے انہیں اپنا ذاتی مشیر نامزد کیا۔لیکن سیّد صاحب نے اپنی قلندرانہ صفات کے باعث اس کو قبول نہیں کیا۔''جنگ'' کوئٹہ سے سیّد صاحب واپس کراچی آئے تو ملازمت سے ان کا دل اپنی آزادانہ فطرت کے باعث اُکتا چکا تھا اور انہوں نے اپنا ماہوار پرچہ ''صورت'' کراچی کی اشاعت شروع کی اور

Tarjihaat جولائی۔اگست۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

بعدازاں 1988ء میں اس کو روزنانہ ''صورت'' میں تبدیل کر دیا۔ شام کے شائع ہونے والے اخبارات میں ''صورت'' کو ممتاز مقام حاصل رہا۔ خاص کر سیّد صاحب کا کالم ''دیکھ کبیر ارویا'' نے قارئین کو اپنی گرفت میں رکھا۔

ماہنامہ ''صورت'' اپنے مزاج اور مواد کے اعتبار سے ہمیشہ اپنے ہم عصر رسائل میں سب سے منفرد رہا۔ ماہنامہ ''صورت'' میں ''پھولن دیوی'' کی سوانح کی اشاعت نے پاک وہند میں وہ تہلکہ مچایا جس نے ''پھولن دیوی'' کو کامیاب سیاست دان بنادیا۔ یہ حقیقت ہے کہ سیّد وجاہت علی اگر سیاح اور صحافی نہ ہوتے تو مقبول فلمسٹار ہوتے۔ سیّد صاحب نے راقم الحروف کو بتایا تھا کہ وہ حقیقتاً فلم اسٹار ہی بننا چاہتے تھے لیکن حالات نے قلم کار بنادیا پھر مجھے احساس ہوا کہ شاید اللہ نے مجھے اسی لئے پیدا کیا ہے اسی لئے جب شباب کیرانوی اور قتیل شفائی میرے پاس آئے اور فلم کی پیشکش کی تو میں نے انہیں کہا ''میں قلم کی طاقت کو چھوڑ کر فلم جیسی کمزور چیز کو نہیں اپنا سکتا۔''

سیّد وجاہت علی ساحر تھا جو اپنی گفتگو اور قلم سے دشمن کو بھی دوست بنالیتا تھا اسی پس منظر میں ان کا کالم ''دیکھ کبیر ارویا'' جو روزنامہ ''صورت'' کی شناخت تھا۔ اگر اس کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو ان کی شخصیت میں پوشیدہ درویش واضح ہو کر سامنے آتا ہے۔ جس طرح کبیر امظلوم کی حمایت کا علمبردار ہے اسی طرح صحافت میں سیّد صاحب سچائی اور بے باکی کی علامت تھے۔ انہوں نے ہمیشہ اُصولوں پر زندگی گزاری یہ ہی وجہ تھی کہ مراعات یافتہ طبقے میں مواقع ہوتے ہوئے بھی شامل نہیں ہو سکے۔ شائد اسی وجہ سے ازدواجی زندگی مسائل کا شکار رہی۔ سیّد صاحب اکثر کہا کرتے تھے۔ ''ہمارے ملک میں صحافت ابھی تک مصلحتوں کی گود میں بیٹھی ہے۔'' آج یہ بات سچ ہو چکی ہے۔

روزنامہ ''صورت'' میں سیّد وجاہت کی جو قربت اعتماد اور تربیت مجھے حاصل ہوئی وہ میری عملی زندگی میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ اس اخبار میں مجھے دو اچھے دوست سیّد صاحب کے صاحبزادے معروف صحافی سیّد کامران وجاہت اور داماد ناصر الدین محمود ملے جن کی رفاقت کی سنہری یادوں تازہ ہیں۔ ناصر الدین محمود کے سعادت مند صاحبزادے اور سیّد صاحب کے نواسے زین ناصر ممتاز بینکار اور انتہائی خوش اخلاق ہیں۔

راقم الحروف کو یقین ہے کہ اُردو ادب کے ناقدین سیّد صاحب کے سفر ناموں کو عام قارئین سے روشناس کرانے میں اپنے حق ادا کریں گے اور اعلیٰ سطحی تحقیقی کام کرنے والے محققین بھی اس نابغۂ سفر نامہ نگار کی بازیافت میں اپنے کردار ادا کریں گے۔

Tarjihaat جولائی۔اگست۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

(۱) اور زندہ لوٹ آئے۔

(۲) جب میں نے انقلاب پسندوں کا عراق دیکھا۔

۳) جب میں نے کمال کا ترکی دیکھا۔

۴) جب میں نے شاہ کا ایران دیکھا۔

۵) جب میں نے لینن کا روس دیکھا۔

۶) جب میں نے کویت دیکھا۔

۷) صحرا میں سونا ابو ظہبی۔

۸) مشرق مغرب کی بانہوں میں۔

۹) آؤ! دیوارِ برلن گرائیں۔

۱۰) دیس دیس کی عورتیں۔

۱۱) جب میں نے تانیا کا بنکاک دیکھا۔

**دیگر تصانیف وتالیفات:**

i) نیا دور نیا خون (مزدور لیڈروں پر ملک میں پہلی کتاب)

ii) بلوچستان پیاسہ ہے (اس کے اقتباس ہفت روزہ الفتح کراچی میں بھی شائع ہوئے)

iii) لندن کی سڑکیں سونے کی ہیں (بچوں کے لئے)

iv) ناصر سے بھٹو تک (یہ کتاب دنیا کی اہم انقلابی شخصیات انوار السادات، یاسر عرفات، آندرا گاندھی، جمال عبدالناصر، کرنل محمد قذافی اور ذوالفقار علی بھٹو کے انٹرویوز پر مشتمل ہے جو سیّد صاحب نے ویژن نیوز لندن سے وابستہ محسن برنی کے ساتھ کئے تھے)۔

رَو میں ہے رشکِ عمر

نام:- سیّد وجاہت علی

والد: سیّد ریاست علی

Tarjihaat جولائی۔اگست۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

والدہ: عزیزہ خاتون

جائے پیدائش: ضلع بریلی، بھارت

تاریخ پیدائش: ۲۲؍اکتوبر ۱۹۴۰ء

تعلیم: ادیب عالم

بھائی: سیّد ظفر علی

بہنیں: تین

ازدواج: دو

اولاد: تین لڑکے، ایک لڑکی

عازم سفر: پہلی بار ۱۹۶۴ء سے دوسری ۱۹۶۶ء سے اور تیسری بار ۱۹۶۷ء سے

تاریخ وفات: ۲۵؍مئی ۲۰۲۴ء، بروز ہفتہ، ۱۷؍ذی القعدہ ۱۴۴۵ھ شام ۷:۳۰ بجے

تدفین: ۲۶؍مئی ۲۰۲۴ء، بروز اتوار، بعد نماز عصر منوگوٹھ قبرستان عیسیٰ نگری، کراچی

مدیر و ناشر: i) ہفت روزہ ''صورت'' کراچی ii) روزنامہ ''صورت'' کراچی iii) ہفت روزہ ''شوشو'' کراچی

ذرائع ابلاغ سے وابستگی:

i) روزنامہ ''انجام'' کراچی
ii) ہفت روزہ ''اخبارِ جہاں'' کراچی
iii) روزنامہ ''جنگ'' کراچی/کوئٹہ
iv) روزنامہ ''اعلان'' کراچی
v) روزنامہ ''سنگ میل'' کراچی
vi) روزنامہ ''آئینہ جہاں'' کراچی
vii) روزنامہ ''امروز'' کراچی
viii) ماہنامہ دوشیزہ ڈائجسٹ
ix) ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ
x) مدیر اُردو ''جنرل''، دوینکور، کینیڈا

غیر ملکی ذرائع ابلاغ جن میں ان کے سفر نامے شائع ہوئے:

i) ''رانشے پوسٹ'' مغربی جرمنی

ii) ''جریدۃالعرب''عراق

iii) ''تہران جرنل''ایران

حواشی

۱) سیّد وجاہت علی: ''جب میں نے شاہ کاایران دیکھا''،ایجوکیشنل پریس کراچی-۱۹۷۰ء ص۹

۲) سیّد وجاہت علی: ''جب میں نے لینن کاروس دیکھا''،ایجوکیشنل پریس کراچی-س/ن ص۸

۳) سیّد وجاہت علی: ''اورزندہ لوٹ آئے''،ایجوکیشنل پریس کراچی-۱۹۷۸ء ص۵

۴) سیّد وجاہت علی: ''صحرامیں سونا،ابوظہبی''احباب پبلی کیشن،کراچی-س/ن ص۱۲

۵) راقم الحروف کو سیّد صاحب کے واقعات کے ضمن میں ان کی صاحبزادے سیّد کامران وجاہت نے اپنے آبائی گھر یوسف پلازہ،بلاک ۱۵،ایف بی ایریا،کراچی کے یونین آفس میں بتایا تھا۔

۶) بیشتر مواد مملوکہ سیّد صاحب کے بڑے صاحبزادے صحافی سیّد کامران وجاہت نے فراہم کیا۔مزید تحقیقی کام کرنے والے ان سے اس نمبر 3497690-0333 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔